© rasailojaraid.com

انتقاد

فوائد جامعه بر عجاله نافعه -

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی زبان میں عجالہ نافعہ کے نام سے علم حدیث پر ایک مختصر سا رسالہ لکھا تھا - اس میں کچھ تو فن حدیث کے متعلق ضروری معلومات ہیں، اور اس کے علاوہ ایک مختصر سا "ثبت" ہے، جس میں صحاح ستہ، مشکواۃ شریف اور حصن حصین کی اسناد بیان کی گئی ہیں۔

مولانا محمد عبدالحلیم چشتی فاضل دیوبند نے شاہ عبدالعزیز کے اس رسالے کا اردو میں ترجمہ کیا ہے - اور اس میں جن اسناد اور دوسری باتوں کا ذکر ہے ان کے بارے میں مفصل فوائد لکھے ہیں، شاہ صاحب کا اصل فارسی رسالہ ۲۶ صفحے کا ہے اور اردو ترجمہ ۳۱ صفحوں میں آیا ہے - مولانا چشتی صاحب کے "**فوائد جامعہ**" کتاب کے ۶۳ صفحے سے شروع ہوتے ہیں اور ۵۳۱ پر ختم ہوتے ہیں -

رسالہ عجالہ نافعہ علم حدیث کے طالب علموں اور مدرسوں کے اکثر زیر مطالعہ رہتا ہے اور اس کے جو مقامات تشریح طلب ہیں، ان کے لئے حوالوں کا فراہم کرنا ہر ایک لئے ممکن نہیں - مولانا چشتی نے نہ صرف اس رسالے کا اردو میں ترجمہ کر دیا ہے بلکہ اس میں جو بھی تشریح طلب مقامات تھے - ان کے متعلق حوالوں کی کتابوں سے تمام ضروری معلومات اخذ کر کے کتاب میں جمع کر دی ہیں - اس طرح فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ علم حدیث کے موضوع پر ایک مستقل کتاب ہوگئی ہے، اور اس کا مطالعہ معلومات افزا بھی ہے اور دلچسپ بھی -

شاہ عبدالعزیز نے اپنے والد شاہ ولی اللہ کے تتبع میں کتب حدیث کو مختلف طبقوں میں تقسیم کیا ہے - ان کے نزدیک پہلے طبقے میں حدیث کی صرف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تین کتابیں داخل ہیں :-

(۱) مؤطا امام مالک -

(۲) صحیح بخاری -

(۳) صحیح مسلم -

دوسرے طبقے میں وہ جو ظاہر ہے اس سے کم درجے کا ہے، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، اورسنن نسائی کو شامل کرتے ہیں - اسی رسالے میں وہ ایک جگہ لکھتے ہیں -

اور اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو موطا کی اکثر مرفوع حدیثیں صحیح بخاری میں موجود ہیں، اس اعتبار سے گویا صحیح بخاری موطا کی جامع ہے - البتہ آثار صحابہ و تابعین موطا میں زیادہ ہیں ،، -

غرض شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز کے نزدیک حدیث کی صحیح ترین کتابیں تین ہیں اور ان تین میں موطا امام مالک کا نمبر سب سے اول ہے اور موطا کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں آثار صحابہ و تابعین زیادہ ہیں -

خاتمہ رسالہ میں شاہ عبدالعزیز نے کسی حدیث کے موضوع اور راوی کے جھوٹے ہونے کی چند علامتیں بتائی ہیں اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں :-

'' ایک فرقہ نے بغیر ارادہ بھی حدیثیں وضع کی ہیں، جس کی صورت یہ ہوئی کہ انہوں نے غفلت اور توہم کی وجہ سے کسی صاحب تجربہ شخص یا صوفی یا حکمائے سابقین میں سے کسی حکیم کا کوئی کلام سنا اور اس کو پیغمبر علیہ السلام سے منسوب کر دیا - صرف اس خیال سے کہ ایسا حکیمانہ کلام اور ایسی حکمت کی بات پیغمبر علیہ السلام کے سوا اور کسی کی نہیں ہو سکتی - اس فرقے کی کوئی حد و نہایت نہیں ہے - اکثر عوام اسی مرض میں مبتلا ہیں - اور اللہ ہی توفیق دینے والا اور بچانے والا ہے '' -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جہاں تک مولانا چشتی کے تشریحی فوائد کا تعلق ہے - انہیں مختلف کتابوں سے اخذ کرنے میں انہوں نے جو محنت کی ہے اور پھر ان کتابوں کے بارے میں ان کی جتنی وسیع نظر ہے وہ ایک قاری کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتی - نیز ان سب معلومات کو جمع کرنے میں موصوف نے جس طرح پتہ مارکر کام کیا ہے - اس کی پوری داد نہیں دی جا سکتی - لیکن اس سلسلے میں ہم نے ایک کمی محسوس کی ہے ' جس کی طرف ہم محترم مترجم اور شارح کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں -

مثال کے طور پر شاہ عبدالعزیز کتب حدیث کے طبقات گناتے ہوئے چوتھے طبقے کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں -

" اس طبقے میں وہ حدیثیں داخل ہیں ، جن کا قرون اولی (دور صحابہ و تابعین) میں نام و نشان نہیں ملتا ' مگر متاخرین علماء نے ان حدیثوں کو نقل کیا ہے - ان کے متعلق دو ہی صورتیں ممکن ہیں - یا تو سلف صالحین نے ان کی چھان بین کی ہے - اور انہیں ان کی کوئی اصل نہیں ملی کہ وہ ان کو روایت کرتے ' یا ان کی اصل تو پائی ، مگر ان میں علت اور قباحت دیکھ کر روایت سے گریز کیا بہر حال دونوں صورتوں میں حدیثوں پر سے اعتماد اٹھ گیا اور وہ اس قابل نہیں رہیں کہ کسی عقیدہ یا عمل کے ثبوت کے لئے انہیں دلیل بنایا جائے" -

اس قسم کی حدیثوں نے بہت سے محدثین کو غلطی میں مبتلا کیا ہے اور ان کتابوں مین حدیثوں کی بکثرت سندیں دیکھ کر دھوکہ کھا گئے اور ان کے متواتر ہونے کا حکم لگا بیٹھے اور حزم و یقین کے مواقع پر طبقہ اولیٰ اور ثانیہ کی حدیثوں کو چھوڑ کر اس قسم کی حدیثوں کو سند قرار دے کر ایک نیا مذہب بنایا ہے - اس قسم کی حدیثوں کی کتابیں بڑی تصنیف ہوئی ہیں چند کتابوں کے نام درج ہیں -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کے بعد شاہ عبدالعزیز نے ان کتابوں کے نام دئے ہیں ، جن میں اور کتابوں کے علاوہ تفسیر ابن جریر اور فردوس دیلمی بلکہ اس کی تمام تصانیف بھی شامل ہیں -

فاضل مترجم اور شارح نے تفسیر ابن جریر کے ''فائدہ'' میں لکھا ہے -

اس سے مراد حافظ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد طبری بغدادی المتوفی ۳۱۰ھ کی کتاب جامع البیان فی تفسیر القرآن ہے - اس کے بعد اس تفسیر کے بارے میں حافظ جلال الدین سیوطی کی رائے نقل کی ہے کہ باعتبار قدر و منزلت تفسیروں میں یہ سب سے بڑی کتاب ہے ' پھر اس کے متعلق حاجی خلیفہ کشف الظنون کا یہ قول نقل کیا ہے - '' ... ... لہذا وہ ان وجوہ سے متقدمین کی تفسیروں سے فائق ہے - اسی طرح تفسیر ابن جریر کی نووی نے جو تعریف کی ہے اسے نقل کیا ہے :- '' نووی فرماتے ہیں - امت کا اس پر اتفاق ہے کہ تفسیر طبری کی طرح کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی ہے - ابو حامد اسفرائینی سے منقول ہے - وہ کہتے تھے اگر کوئی شخص چین تک تفسیر طبری حاصل کرنے کی خاطر سفر کرے تو یہ بھی کچھ زیادہ نہیں ہے '' - آخر میں ابن جریر کی بعض دیگر تصانیف کے نام بھی دے دیئے گئے ہیں -

لیکن شاہ عبد العزیز نے اپنے رسالے میں تفسیر ابن جریر کا ذکر جس سیاق و سباق میں کیا ہے - اس کی طرف اس '' فائدہ '' میں کوئی اشارہ نہیں - شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ تفسیر ابن جریر میں جس طرح کی حدیثیں بیان ہوئی ہیں - وہ اس قابل نہیں کہ کسی عقیدہ یا عمل کے ثبوت کے لئے دلیل بن سکیں ' اگر یہ رائے صحیح نہیں تھی- تو مترجم و شارح کو ''فائدہ،، میں اس پر کچھ لکھنا چاہیئے تھا - اور اگر یہ رائے صحیح ہے ، تو پھر تفسیر ابن جریر کی تعریف میں یہ جو کچھ نقل کیا گیا ہے - اس کے کچھ معنی نہیں رہتے - اور قاری مخمصے میں پڑ جاتا ہے -

شاہ عبد العزیز نے کتب حدیث کے اسی چوتھے طبقے میں فردوس دیلمی کا ذکر کیا ہے - مولانا چشتی صاحب نے اس پر جو '' فائدہ '' لکھا ہے ' اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں یہ ہے :— ''محمد بن جعفر الکتانی ''الرسالہ المستطرفہ'' میں لکھتے ہیں - اس میں مولف نے دس ہزار چھوٹی چھوٹی حدیثوں کو جمع کیا ہے ' جو حروف معجم میں سے تقریباً بیس حروف پر مرتب ہیں - اس میں سندیں نقل نہیں کی ہیں .... اور پھر یہ بھی نقل کیا ہے کہ اُن کے فرزند محدث ابو منصور .... نے فردوسی الاخبار کو اسماء صحابہ پر مرتب کیا اور ہر حدیث کو سند بیان کیا ہے......... اور یہی کتاب مسند فردوس دیلمی کے نام سے مشہور ہے - لیکن شاہ صاحب نے اس کے بارے میں جو رائے دی ہے ' اس کے صواب و ناصواب ہونے کے سلسلے میں کچھ نہیں کہا گیا -

بے شک فاضل شارح نے شروع میں لکھا ہے کہ اُنہوں نے ''فوائد'' میں صرف اقتباسات نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے - اور اپنی طرف سے کچھ لکھنے سے گریز کیا ہے - لیکن ہمارے نزدیک اس سے کتاب کی افادیت میں نقص رہ جاتا ہے - اس کی وجہ سے طالب علم اور مدرس اس سے کماحقہ فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے اور اُن کو کسی رائے تک پہنچنے میں دقت ہوگی -

زیر نظر کتاب کے بعض ''فوائد'' میں بعض موضوعات پر بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے اس ضمن میں حضرت عبد الحق محدث دھلوی پر ''فائدہ'' کوئی ۴۲ صفحوں پر ممتد ہے - اس کے پر از معلومات اور مفید ہونے سے کسے انکار ہوسکتا ہے - اس عظیم شخصیت کے بارے میں جتنا بھی لکھاجائے کم ہے- اُن کی ذات سے مغلوں کے دور اول میں دینی علوم بالخصوص علم حدیث کے فروغ میں جو مدد ملی' وہ بڑی بابرکت ثابت ہوئی ہے - اور اس کی وجہ سے شمالی ہند میں بھی احادیث کی درس وتدریس کا سلسلہ چل پڑا -

لیکن اس ضمن میں فاضل شارح نے کتب حدیث کے طبقات کی بحث میں شاہ ولی اللہ اور شیخ عبد الحق محدث دھلوی کا جو مقابلہ کیا ہے- اُسی کے بارے میں ہماری کچھ معروضات ہیں موصوف لکھتے ہیں :—

... شیخ عبد الحق اور شاہ ولی اللہ محدث دھلوی کے طریق کار ' انداز فکر اور طرز تصنیف میں جو بنیادی فرق ہے، وہ باسانی سمجھ میں آ سکتا ہے - بالفاظ دیگر وہ باتیں حسب ذیل ہیں :—

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱ - شیخ موصوف کو تصوف کی زبان میں گفت گو کی اجازت نہیں - اور شاہ ولی اللہ پر اس باب میں کوئی قدغن نہیں -

۲ - شیخ عبد الحق جمہور اُمت کے منسلک سے سرمو انحراف روا نہیں رکھتے ، شاہ ولی اللہ اپنے افکار میں کہیں کہیں منفرد بھی نظر آتے ہیں -

۳ - شیخ موصوف وسعت نظر میں فائق ہیں تو شاہ ولی‌اللہ دقت نظر میں ممتاز ہیں -

۴ - شیخ عبدالحق محقق ہیں اور شاہ ولی‌اللہ مفکر ہیں — شاہ صاحب موصوف کی نظر ہمہ گیر اور افکار کا دائرہ نہایت وسیع ہے -

دونوں بزرگوں کا اس طرح مقابلہ کرنے کے بعد فاضل شارح و مترجم فرماتے ہیں :—

با اینہمہ فضل وکمال شاہ ولی‌اللہ نے طبقات کتب حدیث کی بحث میں بالغ نظری کا ثبوت نہیں دیا - آن کا دائرہ فکر اس باب میں محدود ہو گیا ہے ....

ایک تو وسعت‌نظر اور دقت نظر اور محقق اور مفکر میں کیاچیز مابہ‌الامتیاز ہے ، اس کا تعین بڑا مشکل ہے دوسرے ’’ جمہور اُمت کے مسلک سے سرمو انحراف روا نہ رکھنے ‘‘ کی کچھ وضاحت ہونی‌چاہیئے تھی- اگر جمہور اُمت سے مراد اُس وقت کے ہندوستانی مسلمان تھے - جنہیں فقہ حنفی میں بڑا غلو تھا، تو صحیح ہے - لیکن اگر اُمت کے دائرے میں دوسرے ملکوں کے مسلمان بھی آتے ہیں ، تو شارح کی یہ تعبیر صحیح نہیں -

بے شک کتب حدیث کے طبقات کے تعین میں دونوں بزرگوں کے الگ الگ مسلک ہیں - شیخ عبد الحق محدث کے پیش نظر حقیقت کی تائید تھی - اس لئے انہیں بخاری و مسلم کی اقدمیت کا انکار کرنا پڑا - شاہ ولی اللہ ایک اور مسلک کے داعی تھے - اسی لئے انہوں نے جہاں بخاری و مسلم کو مقدم مانا ، اُن سے اوپر موطا کو جگہ دی اب اسے شاہ ولی اللہ کی بالغ نظری کے فقدان کی دلیل بنانا کچھ زیادتی سی ہے - ان دونوں بزرگوں کے زمانوں میں

© rasailojaraid.com